استحکام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ حال ہی میں (۱۲ مارچ ۹۶ء) امریکی سفیر جیمز کولنز (James Collins) نے اپنے دورہ کرغیزستان کے دوران کرغیز حکومت کی طرف سے شروع کی گئی سیاسی اور اقتصادی اصلاحات کے لیے امریکی حمایت بدستور جاری رہنے کی یقین دھانی کرائی ہے۔ کرغیز وزارتِ خارجہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ملک میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

اس سال کرغیزستان کے لیے امریکی امداد ۵۰ ملین ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ یوں کرغیزستان دولت مشترکہ میں شامل آزاد ممالک میں دوسرا بڑا ملک ہے جسے اتنی بڑی مقدار میں امریکی امداد فراہم گئی ہے۔ اس کے علاوہ کرغیزستان کی نیٹو NATO میں شمولیت ممکن بنانے کے لیے متعدد وسائل کی بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

اکثر تجزیہ نگاروں کی رائے میں کرغیزستان کو ملنے والی امریکی امداد کا بڑا سبب جمہوریہ میں دیگر علاقائی طاقتوں اور بالخصوص مسلم ممالک پاکستان ایران، ترکی اور سعودی عرب کے اثر و نفوذ کا سدباب کرنا ہے۔ بہرحال ایک ایسے ملک میں جس کی اپوزیشن اس کے سیاسی نظام کو مطلق العنانیت سے تعبیر کرتی ہے۔ اور جس میں سرکاری طور پر انسانی حقوق کی وسیع پیمانے پر خلاف ورزیاں ہوتی ہوں اور آزادی اظہار رائے پر پہرے بٹھائے جاتے ہوں، جمہوریت کے علمبردار امریکہ کی اتنی زیادہ دلچسپی انتہائی معنی خیز ہے۔

وسطی ایشیا: انقرہ - ماسکو مسابقت

ترکی، مغربی تصورات کے مطابق، اپنے سیاسی، سماجی اور اقتصادی اداروں کی "کامیاب تشکیل" کو وسط ایشیائی جمہوریاؤں کے لیے باعث نمونہ قرار دے رہا ہے۔ اقتصادی طور پر نسبتاً ترقی یافتہ ترکی وسط ایشیائی جمہوریاؤں میں سرمایہ کاری کرنے والے مسلم ممالک میں سے ایک بڑا ملک ہے۔ یوں تو وسطی ایشیا کی جمہوریہ ازبکستان کے ایران کے ساتھ قریبی تعلقات قائم ہیں۔ تاہم ایران اور روس کے درمیان ایٹمی ری ایکٹر کے سودے پر ازبکستان طرف سے کی جانے والی تنقید کے بعد ایران - ازبک تعلقات کمزور پڑ گئے ہیں۔ روس بعض تاریخی وجوہات کی بنا پر وسطی ایشیا کی جمہوریاؤں میں ترکی کے اثر و نفوذ کی مخالفت کرتا ہے۔

ازبکستان میں سرمایہ کاری کی غرض سے ترکی اپنے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے۔ حال ہی میں ترکی کے صدر سلمان ڈیمرل نے ازبکستان کا سرکاری دورہ کیا۔ اپنے دورہ ازبکستان کے

دوران انہوں نے ازبک دارالحکومت تاشقند میں تجارت کی غرض سے آئے ہوئے ترکی کے سرمایہ کاروں سے ملاقات کی۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ترکی اور ازبکستان دونوں برادر ملک ہیں۔ صدر سلمان ڈیمرل نے ان مسائل کا تذکرہ بھی کیا جس کا اس وقت وسط ایشیائی جمہوریاؤں کو سامنا ہے۔ صدر سلمان ڈیمرل نے کہا کہ ترکی کے سرمایہ کار وسط ایشیائی ریاستوں کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ وسطی ایشیا میں اقتصادی طاقت کے اعتبار سے قازقستان کے بعد ازبکستان دوسرا بڑا ملک ہے۔ ازبکستان قدرتی گیس، تیل، کوئلے، سونے اور دیگر قدرتی وسائل سے مالامال ہے۔

صدر سلمان ڈیمرل نے کسی ملک کا نام لیے بغیر کہا کہ بعض ممالک جو ذاتی مفادات کے حصول کی غرض سے وسطی ایشیا میں وارد ہوئے ہیں، ممکن ہے ان کا ہدف مختلف ہو، تاہم ترکی خطے میں باہمی سود مند تعلقات کے فروغ کا خواہاں ہے۔ ان کے بقول اس وقت ترکی کی دو سو کمپنیاں ازبکستان میں کام کر رہی ہیں۔ سلمان ڈیمرل نے کل ۶۵ ممالک کی ۳۲۰۰ کمپنیوں کی بھی نشاندہی کی جو اس وقت ازبکستان میں مصروف کار ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کے فروغ اور جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی میں ازبکستان کے لیے ترکی کے بھرپور تعاون کا وعدہ بھی کیا۔ صدر ڈیمرل نے کہا کہ ترکی کی اس وقت بیرون ملک تجارت ۱۰ بلین ڈالر تک پہنچ گئی ہے، جو باسانی ۵۸ بلین ڈالر تک بڑھائی جاسکتی ہے۔

صدر سلیمان ڈیمرل نے وسطی ایشیا میں روسی انتظامیہ کی نقصان دہ اثرات کی حامل پالیسیوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ اگرچہ اس حقیقت میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہا کہ سوویت یونین قصہ پارینہ بن چکا ہے تاہم صدر ڈیمرل وسط ایشیائی خطے سے متعلق روسی پالیسی کو ہنوز شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ چیچنیا میں روس کے وحشیانہ مظالم کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے چیچنیا میں جاری روسی جارحیت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ روس نے طاقت کے بل بوتے پر چیچنیا کو دبانے کی کوشش کی تاکہ روسی فیڈریشن سے آزادی کی متمنی دیگر ریاستوں کے لیے چیچنیا کو باعث عبرت بنایا جائے۔ صدر سلمان ڈیمرل نے روس کے اس دعوے کو ماننے سے انکار کر دیا کہ چیچنیا روس کا اندرونی معاملہ ہے۔ صدر ڈیمرل نے اس موقع پر بہت بڑے پیمانے پر چیچنیا میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لیے بین الاقوامی برادری سے مداخلت کی اپیل کی۔ انہوں نے افغانستان، تاجکستان اور یوریشیائی ممالک کی سیاسی صورت حال پر بھی تشویش کا اظہار کیا۔

صدر ڈیمرل نے کہا کہ سابق سوویت جمہوریاؤں کو زبردستی سوویت یونین میں شمولیت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ حالانکہ رنگ و نسل، تہذیب و تمدن اور مذہب کی بنیاد پر روس کے ساتھ ان کی کوئی قدر مشترک نہ تھی۔ صدر سلمان ڈیمرل نے کہا کہ اگرچہ وسط ایشیائی جمہوریائیں آزاد ہو گئی ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں، تاہم انہیں خطے میں ماسکو کی توسیع پسندانہ سرگرمیوں پر تشویش ہے جن کے پس پردہ سوویت یونین کے ازسرِ نو احیاء کا مقصد کارفرما ہے۔

ازبکستان میں بیرونی سرمایہ کاری کی اہمیت اپنی جگہ مگر انسانی حقوق کے حوالے سے ازبک حکومت کا ریکارڈ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ ہیومن رائٹس واچ ہلسنکی کی طرف سے ازبکستان کے متعلق جاری کی گئی ایک رپورٹ میں ازبکستان میں شہری آزادیوں کے بارے میں بنیادی سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق بنیادی شہری حقوق کی خلاف ورزیوں سمیت ازبکستان میں ہر طرح کی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں روا رکھی جاتی ہیں۔ زیر حراست اور بالخصوص حکومت پر تنقید کی پاداش میں گرفتار شدہ افراد کے ساتھ انتہائی نازیبا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ البتہ حالیہ دنوں میں ازبک حکومت نے ۸۰ سیاسی قیدیوں کی عام معافی کا اعلان کیا ہے۔

وسطی ایشیا: سماجی مسائل

قازقستان: معاشرتی بحران

قازق معاشرہ مختلف نسلی گروہوں اور تہذیبی اقدار کا حامل ہونے کی بنا پر کسی بھی وقت تصادم اور فسادات کا شکار ہو سکتا ہے۔ خشکی میں گھرا ہونے کے باعث قازقستان کو کھلے سمندروں تک براہ راست رسائی حاصل نہیں ہے۔ قازقستان کی طویل سرحدات روس سے ملتی ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ملک میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے اور مغربی ممالک سے جدید ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے قازق قیادت کو کافی تگ و دو کرنا پڑ رہی ہے۔

چونکہ قازقستان روس کی سرحد پر واقع ہے اس لیے قازق صدر نور سلطان نذر بائیف ملکی پالیسیوں کی تشکیل کرتے وقت روسی "حساسیت" کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال بحیرۂ کیسپین کے سواحل میں قازق آئل فیلڈز ہیں۔ اگرچہ قازقستان بحیرۂ کیسپین کے تیل کی فروخت سے وافر مقدار میں زر مبادلہ حاصل کر سکتا ہے تاہم تیل کی فروخت کے نتیجے میں قازقستان کو حاصل ہونے والی آمدنی میں روس کو حصہ دار بننے سے باز رکھنا قازق قیادت کے لیے ممکن نہیں ہے۔ حال ہی میں روس اور قازقستان کے درمیان کیسپین پائپ لائن کنسورشیم معاہدہ ہوا۔ معاہدے کے تحت روس کو قازقستان کے کیسپین آئل کے ۴۴ فیصد حصے پر کنٹرول حاصل ہوگا۔ بحیرۂ کیسپئن میں قازق تنگیز آئل فیلڈ میں ایک بلین ٹن تیل کے ذخائر کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کیسپئین پائپ لائن کنسورشیم معاہدہ کی مدت پچاس سال پر محیط ہے۔ اس آئل فیلڈ سے بین الاقوامی منڈیوں تک تیل کی ترسیل بہرحال قازقستان کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کیونکہ رشین فیڈریشن اپنی پائپ لائنوں کے استعمال کے بدلے قازق حکومت سے